Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

فتنۂ دلگیر

سلیم فاروقی

روح کے اندر کے خزانے آدمی کے چہرے پر حُسن بن کر جھلکتے ہیں... دلوں میں اس کے لیے محبت اور عقیدت پیدا کر دیتے ہیں... ہر فرد کی روح اس کے چہرے... اس کی آنکھوں اور اس کے جسم کی ہر جنبش سے جھانکتی ہے... نیک اور پاکیزہ روح کا دارومدار افعال و اعمال پر ہوتا ہے... ایک ایسے ہی شخص کی زندگی کی پرت در پرت... جو اپنے عزائم کو مکمل کرنا چاہتا تھا... چاہے اس کے لیے اپنے چہرے... اپنے جسم اور اپنی روح کو کتنا ہی گھائل کیوں نہ کرنا پڑے... وہ صرف خود ہی گھائل نہیں ہو رہا تھا... اپنے سے جڑے رشتوں کو بھی غیر معتبر بنا رہا تھا... وقت کی گردشوں اور واقعات کی کروٹوں کے ہمراہ آگے بڑھتا مال و زر کا ناقابلِ یقین سلسلہ...

خواہشات کے ترازو میں محبت اور دیانت کا کڑا امتحان......

فہد گھر میں داخل ہوا تو مشتاق احمد سامنے ہی تخت پر بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ جمیلہ بیگم ان کے نزدیک ہی بیٹھی تھیں۔ اس نے مشتاق احمد کو سلام کیا۔ ''السلام علیکم ماموں جان، السلام علیکم امی!''

''وعلیکم السلام، بیٹا جیتے رہو۔'' مشتاق احمد نے جواب دیا۔ ''ماشاء اللہ بہت بڑی عمر ہے تمہاری۔ ابھی تمہارا ہی ذکر ہو رہا تھا۔ تمہارے لیے ایک خوش خبری ہے۔''

''کیسی خوش خبری ماموں جان؟''

''بیٹا! تمہاری ملازمت کے لیے میں نے اپنی کمپنی میں بات کی ہے، امید ہے کہ عثمانی صاحب میری بات ٹالیں گے نہیں۔''

''واقعی ماموں جان۔'' فہد نے بے دلی سے کہا۔ اسے کوئی خاص خوشی نہیں ہوئی تھی۔

''ہاں بیٹا۔'' مشتاق صاحب پُرجوش لہجے میں بولے۔ ''عثمانی صاحب بہت خیال کرتے ہیں میرا۔ تم کل میرے دفتر آ جاؤ۔ میں تمہیں عثمانی صاحب سے ملوا دوں گا۔''

''جی ماموں جان۔'' یہ کہہ کر فہد اپنے کمرے میں چلا گیا۔

مشتاق احمد ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں [redacted] پر ملازم تھے اور اپنی بیٹی نادیہ کے ساتھ اوپر کی منزل میں رہتے تھے۔ دس سال پہلے مشتاق احمد کی بیوی کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان کی صرف ایک بیٹی نادیہ تھی جو اس وقت سیکنڈ ایئر میں پڑھ رہی تھی۔

فہد کے والد اسد علی کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔ بہن کی بیوگی اور کچھ نادیہ کی وجہ سے وہ جمیلہ بیگم کے ساتھ ہی رہنے لگے تھے۔ وہ مکان کے کرائے کے بہانے بہن کی مدد کرتے رہتے تھے۔

فہد انتہائی ذہین اور محنتی تھا۔ اس نے دو مہینے قبل ہی ایم بی اے میں پہلی پوزیشن لی تھی۔ وہ اب اعلیٰ تعلیم کے لیے امریکا جانا چاہتا تھا۔ تعلیم کا تو صرف بہانہ تھا، وہ امریکا جا کر وہیں سیٹل ہونا چاہتا تھا۔ بچپن ہی سے اسے دولت مند بننے کا جنون تھا۔ وہ کسی بھی طرح راتوں رات دولت مند بننا

چاہتا تھا۔

اسے اپنی ماموں زاد نادیہ سے بھی بے انتہا محبت تھی۔ نادیہ بھی اسے ٹوٹ کر چاہتی تھی۔ ان کی محبت دیکھ کر مشتاق احمد اور جمیلہ بیگم نے تین سال پہلے ان کی منگنی کر دی تھی۔ فہد اور نادیہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر جیتے تھے۔

وہ نہا دھو کر باتھ روم سے نکلا تو نادیہ اس کے کمرے میں موجود تھی۔

وہ اسے دیکھ کر بولی۔ ''تمہیں ابو کی بات اچھی نہیں لگی نا؟''

''کون سی بات؟'' وہ بال سنوارتے ہوئے بولا۔

''وہی جاب والی؟'' نادیہ نے اسے غور سے دیکھا۔

''وہ... نہیں تو... مجھے تو بری نہیں لگی میں تو...''

''مجھ سے جھوٹ مت بولو مسٹر پرفیکٹ۔'' نادیہ نے کہا۔ ''میں تمہارے مزاج کے ہر رنگ، ہر روپ سے واقف ہوں۔''

''ہاں۔'' فہد نے طویل سانس لی۔ ''میں ابھی جاب نہیں کرنا چاہتا۔ میں...''

''جانتی ہوں کہ تم مزید پڑھنا چاہتے ہو، بہت آگے جانا چاہتے ہو۔''

''میں تمہیں بہترین زندگی دینا چاہتا ہوں نادی۔'' فہد نے کہا۔ ''میں تمہاری ہر خواہش پوری کرنا چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ...''

''اچھا، تم پریشان مت ہو۔ میں ابو کو سمجھا دوں گی۔''

''نہیں۔'' فہد نے انکار کر دیا۔ ''تم ان سے کچھ مت کہنا۔ میں نہیں چاہتا کہ میری کسی بات سے انہیں دکھ پہنچے۔ میں خود ہی کچھ کر لوں گا۔''

''فہد۔'' نادیہ نے آہستہ سے کہا۔ ''تم جتنی دیر لگاؤ گے، ہماری منزل اتنی ہی دور ہوتی جائے گی۔''

''بس تھوڑا سا صبر کرو مائی ڈیئر کزن۔'' فہد نے کہا۔ ''مجھے تھوڑا سا وقت اور دے دو۔''

''مسئلہ میرا نہیں، پھپو کا ہے۔'' نادیہ نے سر جھکا کر کہا۔

''اچھا تو آپ محض امی کی وجہ سے شادی کریں گی؟'' [illegible] نے ہنس کر کہا۔ ''اچھا بہانہ ہے۔ لڑکیوں کی تو زندگی کا

مقصد ہی شاید دلہن بننا ہوتا ہے۔''

''جی نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔'' نادیہ چڑ کر بولی۔ ''مجھے ایسا کوئی شوق نہیں ہے۔'' وہ روٹھ کر جانے لگی۔

فہد نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور محبت بھرے لہجے میں بولا۔ ''تمہیں شوق ہو یا نہ ہو، مجھے تو ہے۔ میں بھی تمہیں دلہن کے روپ میں دیکھنے کو بے تاب ہوں۔ میں تمہارے بغیر ادھورا ہوں نادی۔۔۔ آئی لو یو۔''

نادیہ کی خوب صورت پلکیں شرم سے جھک گئیں۔

ماموں کا دل رکھنے کو فہد دوسرے دن ان کے آفس چلا گیا۔ مشتاق احمد کا دفتر ایک کثیر المنزلہ عمارت کے پانچویں فلور پر تھا۔

مشتاق احمد کا آفس بہت شاندار تھا۔ وہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور بولے۔ ''عثمانی صاحب تھوڑی دیر پہلے تمہارے ہی بارے میں پوچھ رہے تھے۔ وہ اتنے مصروف آدمی ہیں، اس کے باوجود انہیں میری بات یاد تھی۔ تم بیٹھو، میں ابھی آتا ہوں۔'' وہ اپنی سیٹ سے اٹھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد پیون اندر آیا اور اس نے کہا۔ ''سر! مشتاق صاحب نے آپ کو بلایا ہے۔'' وہ فہد کو عثمانی صاحب کے کمرے میں لے گیا۔

عثمانی صاحب کا شاندار آفس اور قیمتی فرنیچر دیکھ کر فہد مزید مرعوب ہو گیا۔ عثمانی صاحب بہت باوقار شخصیت کے مالک تھے۔

مشتاق احمد، عثمانی صاحب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ انہوں نے عثمانی صاحب سے کہا۔ ''سر! یہ ہے میرا بھانجا فہد۔''

فہد نے انہیں سلام کیا تو وہ بولے۔ ''بیٹھو بیٹا! مشتاق صاحب بتا رہے تھے کہ تم نے ایم بی اے میں فرسٹ پوزیشن لی ہے؟''

''جی ہاں۔'' فہد نے سر جھکا کر کہا۔

''آپ فہد کا انٹرویو لے لیں۔'' مشتاق نے کہا۔ ''میں بعد میں حاضر ہوں جاؤں گا۔''

''کیسا انٹرویو مشتاق صاحب؟'' عثمانی صاحب مسکرائے، پھر فہد سے بولے۔ ''بیٹا! تم بہت اچھے وقت پر آئے ہو۔ میں امریکا اور یورپ میں بھی اپنا آفس کھولنا چاہتا ہوں۔''

یہ سن کر فہد کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی اور اس نے پہلی دفعہ دلچسپی سے عثمانی صاحب کو دیکھا۔

''ہاں میاں، یہ بتاؤ سیلری کیا لو گے؟'' عثمانی صاحب نے اچانک پوچھا۔

''سر! میں ابھی اتنا تجربے کار نہیں ہوں کہ آپ سے کوئی مطالبہ کر سکوں۔'' فہد نے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

''بھئی مشتاق صاحب! آپ کا بھانجا تو بہت ذہین ہے۔ اس نے کس خوب صورتی سے بال دوبارہ میری طرف پھینک دی۔'' پھر وہ سنجیدہ ہو کر بولے۔ ''فی الوقت میں تمہیں ڈیڑھ لاکھ روپے مہینا دے سکتا ہوں، ساتھ ٹیکس ہوم مع گاڑی۔''

فہد کی سانس سینے میں اٹک گئی۔ اس نے بمشکل کہا۔ ''ڈیڑھ لاکھ۔''

''بہت بہت شکریہ سر۔'' مشتاق احمد نے ممنونیت سے کہا۔

ان کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانا ہی نہیں تھا۔ فہد خود بھی بہت خوش تھا۔ اسے توقع نہیں تھی کہ عثمانی صاحب اتنی شاندار تنخواہ دیں گے پھر گاڑی کا تو اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔ اس نے مشتاق احمد کی گاڑی پر ڈرائیونگ سیکھ ضرور لی تھی۔

زندگی اچانک ہی خوب صورت ہو گئی تھی۔ جب فہد جدید ماڈل کی چمچماتی ہوئی گاڑی میں بیٹھا تو بہت دیر تک تو اسے یقین نہیں آیا کہ یہ گاڑی اس کی ہے۔

جمیلہ بیگم، فہد کی شادی کی تیاریوں میں لگ گئیں۔

نادیہ کو یہ خوشی راس نہ آسکی۔ ایک دن مشتاق احمد سوئے تو پھر ہمیشہ کے لیے سو گئے۔ ان کی حرکتِ قلب بند ہو گئی تھی۔

ان کی موت سے فہد کو بھی شدید صدمہ پہنچا تھا اور جمیلہ بیگم کے تو وہ بھائی تھے۔ نادیہ کی وجہ سے وہ اپنا غم بھول گئیں۔

عثمانی صاحب کو بھی مشتاق احمد کی موت کا بہت صدمہ تھا۔

آہستہ آہستہ زندگی پھر اپنی ڈگر پر آ گئی۔ فہد بہت کم وقت میں عثمانی صاحب کا اعتماد جیتنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ عثمانی صاحب نے چھ ہی ماہ میں اس کی تنخواہ میں اضافہ کر دیا تھا۔ فہد اب اکثر ان کے گھر بھی جانے لگا تھا۔

وہیں پہلی دفعہ فہد کی ملاقات عثمانی صاحب کے بیٹے طارق سے ہوئی۔ طارق پیدائشی طور پر معذور تھا اور وھیل چیئر پر تھا۔ وہ اپنی اس معذوری سے شدید احساسِ کمتری میں مبتلا تھا۔ آہستہ آہستہ طارق اس سے بے تکلف ہو گیا۔

اب وہ ہر چھٹی کے دن عثمانی صاحب کے گھر جانے لگا تھا۔

جمیلہ بیگم کو بیٹے کا سہرا دیکھنے کی شدید آرزو تھی لیکن

بھائی کی موت کے باعث وہ مجبور ہو گئیں لیکن ان کی بد قسمتی کی انتہا تو یہ تھی کہ جب دوبارہ انہوں نے فہد کی شادی کی تیاریاں کیں تو خود بھی بھائی کے پیچھے روانہ ہو گئیں۔

جمیلہ بیگم کی موت نے فہد کی دنیا اندھیر کر دی۔ وہ اپنی ماں سے بہت محبت کرتا تھا۔ اس موقع پر اگر نادیہ نہ ہوتی تو شاید فہد سنبھل نہ پاتا۔ نادیہ نے ہر ہر لمحے فہد کی دلجوئی کی، اس میں پھر سے جینے کی امنگ پیدا کی۔

وقت کے ساتھ ساتھ فہد بھی سنبھل گیا۔

فہد اور نادیہ کلاوہ دونوں دیک کا کوئی رشتے دار نہیں تھا اس لیے اس تنہا گھر میں صرف وہ دونوں تھے۔ فہد نے اس تنہائی کا کبھی بھی ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا۔ نادیہ اس کے ساتھ رہتی ضرور تھی لیکن اپنا کمرا اندر سے لاک کر کے سوتی تھی۔

ایک دن فہد نے جھنجلا کر کہا۔ ''رات میرے سر میں شدید درد تھا۔ مجھے سر درد کی گولیاں نہیں مل رہی تھیں اور مہارانی اپنا کمرا لاک کیے مزے سے سو رہی تھیں۔''

''تو مجھے اٹھا دیتے۔'' نادیہ نے ہنس کر کہا۔

''یار! ایک بات بتاؤ۔'' فہد منہ بنا کر بولا۔ ''یہ تم اپنا کمرا لاک کیوں کرتی ہو، کیا تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں ہے؟''

''مجھے خود پر اعتماد نہیں ہے۔'' نادیہ نے سر جھکا کر کہا۔ ''تم کیا سمجھتے ہو، صرف تمہارے ہی جذبات ہیں۔ میں بھی تو جذبات کے ہاتھوں بے قابو ہو سکتی ہوں۔'' پھر وہ آہستہ سے بولی۔ ''تم اب کیا انتظار کر رہے ہو، دوری کی اس دیوار کو گرا کیوں نہیں دیتے؟''

''ابھی تو میں آفس جا رہا ہوں۔'' فہد ہنس کر بولا۔ ''واپسی میں اس دیوار کو ڈھانے کی کوشش کروں گا۔''

''مذاق میں مت ٹالو فہد۔'' نادیہ نے کہا۔

''میں مذاق نہیں کر رہا ہوں ڈیئر کزن۔'' فہد نے کہا اور اپنا بریف کیس اٹھا کر باہر نکل گیا۔

پھر فہد ایک کاروباری دورے پر کوریا اور ملائیشیا چلا گیا اس لیے نادیہ سے بات کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

وہ لوٹا تو اس نے عثمانی صاحب کو کامیابی کی نوید سنائی۔ عثمانی صاحب بھی خوش ہو گئے اور بولے۔ ''تم نے میرا مان رکھ لیا فہد! کمپنی کے کئی سینئر افسران کا خیال تھا کہ تمہاری وجہ سے یہ دورہ ناکام ہو جائے گا لیکن اب میں فخریہ انداز میں کہہ سکتا ہوں کہ میرا فیصلہ غلط نہیں تھا۔''

اچانک ان کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو انہوں نے ریسیور اٹھایا اور بولے۔ ''یس، ہاں بات کراؤ... وعلیکم السلام... ہاں اکرم... کیا... اچھا، میں ابھی پہنچتا ہوں۔''

انہوں نے ریسیور رکھ دیا۔ وہ شدید پریشانی کے عالم میں تھے۔

''سر! خیریت تو ہے؟'' فہد نے پوچھا۔ ''آپ اتنے پریشان کیوں ہو گئے؟''

''اکرم کا ٹیلی فون تھا۔'' فہد جانتا تھا کہ اکرم ان کا گھریلو ملازم ہے۔ ''وہ بتا رہا تھا کہ طارق وھیل چیئر سمیت سیڑھیوں سے گر گیا ہے۔''

''چلیے، میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔'' فہد نے کہا۔

وہ لوگ گھر پہنچے تو اکرم ڈاکٹر کو بلا چکا تھا اور طارق بیڈ پر لیٹا تھا۔

ڈاکٹر نے عثمانی صاحب کو بتایا کہ مسٹر طارق معمولی زخمی ہوئے ہیں۔ وہ وھیل چیئر ہی کی وجہ سے بچ گئے۔ ان کی وھیل چیئر زینے کی لینڈنگ پر الٹ کر رک گئی تھی۔ ان کے ہاتھوں اور سر میں معمولی چوٹیں آئی ہیں۔''

طارق بیڈ پر لیٹا مسکرا رہا تھا۔ وہ بولا۔ ''سوری ڈیڈی! میری وجہ سے آپ کو...''

''اچھا، خاموش رہو۔'' عثمانی صاحب نے اسے پیار بھرے انداز میں ڈانٹا۔

طارق کی وجہ سے عثمانی صاحب بہت دل گرفتہ تھے۔ فہد نے اچانک کہا۔ ''سر! آپ طارق کی شادی کیوں نہیں کرا دیتے؟''

عثمانی صاحب نے چونک کر اسے دیکھا، پھر افسردگی سے بولے۔ ''کون اس معذور کو اپنی بیٹی دے گا؟ میں نے کوشش بھی کی تھی لیکن صاحب زادے بہت حسن پرست ہیں، انہیں خوب صورت اور پڑھی لکھی بیوی چاہیے۔''

فہد اس دن گھر پہنچا تو خاصا الجھا ہوا تھا۔ اس نے کھانا بھی برائے نام کھایا۔ نادیہ اس کے لیے کافی لے آئی اور بولی۔ ''کیا پریشانی ہے مسٹر پرفیکٹ؟''

''اوں... نہیں کچھ نہیں۔'' فہد چونک کر بولا۔

''تم جانتے ہو کہ میں تمہارے مزاج کے ہر رنگ، ہر روپ سے واقف ہوں... مجھ سے مت چھپاؤ، بتاؤ کیا پریشانی ہے؟''

''کوئی پریشانی نہیں ہے۔'' فہد نے سرد لہجے میں کہا۔ ''اور کوئی پریشانی ہے بھی تو تم دور نہیں کر سکتیں۔''

''تم مجھے بتاؤ تو سہی۔'' نادیہ نے پوچھا۔

''میرے سر میں شدید درد ہو رہا ہے۔'' فہد نے بات بنائی۔ ''تم ذرا میرا سر دبا دو۔''